نگاہِ اولین

کشمیر کی تقسیم در تقسیم اور اس سے علاقے پر پڑنے والے اثرات

مدیر التحریر

کشمیر کا معاملہ 53 سال سے کس مپرسی کا شکار چلا آ رہا ہے اور اس بے اعتنائی میں جہاں حکومت ہند کی ہٹ دھرمی اور سینہ زوری کارفرما ہے، وہاں حکومت پاکستان کے مختلف حکمرانوں کی غفلت، بے توجہی اور سیاسی سوجھ بوجھ کے فقدان کی وجہ سے کشمیر کی شکستہ ناؤ تاحال منجدھار میں پھنسی ہوئی ہے۔ اس طویل سفر کی تھکاوٹ اور منزل مقصود کے فقدان کی وجہ سے سارا کشمیر بشمول (نہ اِدھر نہ اُدھر والے) شمالی علاقہ جات کے ہر ایک اپنے اپنے انداز میں اضطراب کا شکار ہے۔

52000 مربع میل پر مشتمل مقبوضہ کشمیر آگ اور خون میں تڑپ رہا ہے۔ 4000 مربع میل پر مشتمل آزاد کشمیر تو آزادئ کشمیر سے زیادہ ڈیڑھ اینٹ کی داخلی حکومت کو بچانے کی فکر میں سرگریبان ہے۔ رہا کشمیر کا وہ حصہ جس کو عرف عام میں شمالی علاقہ جات کہا جاتا ہے، تاحال اپنی کوئی سمت متعین نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہے۔

یوں آزادی کے بعد سے کشمیر کا قضیہ کشمیری لیڈروں کی بے توجہی اور ہمارے پاکستانی حکمرانوں کی کشمیر پالیسی میں لاپرواہی اور کمزوری نیز شیخ عبداللہ کی دوغلی پالیسی اور پنڈت جواہر لال نہرو کی منافقانہ سیاست کی بھینٹ چڑھا ہوا ہے۔ کشمیری نژاد نہرو نے کشمیر پر بذریعہ فوج چڑھائی کر دی، اور تقسیم ہند کے ایجنڈے سے انحراف کر کے اقوام متحدہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ آخر اسے عالمی ادارے کے سامنے کشمیریوں کے لئے حق رائے دہی تسلیم کرنا پڑا۔ اور استصواب رائے کی قرارداد پر قبولیت کی مہر ثبت کر دی۔ آج یہ قرارداد (United Nations) کی دبیز فائلوں کے نیچے دبی ہوئی ہے، ادھر انڈیا تاحال اپنے وعدے سے پھر کر ''اٹوٹ انگ'' کا نعرہ لگاتا چلا آ رہا ہے۔

یکم جنوری 1949ء کو کشمیر میں جنگ بندی کی قرارداد منظور ہوئی۔ جس میں جنگ بندی کے بعد ریاست کے مستقبل کا فیصلہ رائے شماری کے ذریعے طے ہونا قرار پایا۔ اسی سال پاکستان اور آزاد کشمیر کے درمیان ایک معاہدہ ہوا، جس کے تحت آزاد ریاست کشمیر نے گلگت بلتستان کے انتظامی اختیارات عارضی طور پر حکومت پاکستان کے حوالے کر دیے۔ اس معاہدے پر پاکستان کے وزیر مشتاق احمد گورمانی اور آزاد کشمیر کے صدر سردار ابراہیم (جو آجکل بھی کشمیر کا صدر ہے) اور حکومت آزاد کشمیر کے نگران اور مسلم کانفرنس کے صدر چوہدری غلام عباس نے دستخط کئے، جو ''معاہدہ کراچی'' کے نام سے مشہور ہے جبکہ

گلگت بلتستان کو علاقہ کے غیور عوام نے بزور بازو آزاد کر کے حکومت پاکستان کے حوالہ کیا تھا۔ معاہدہ کراچی کا اصل باعث وسائل نقل وحمل اور مواصلات کی نایابی تھی، یا کشمیری لیڈروں کی خودغرضی اور بلا شرکت غیرے اقتدار کی خواہش، بہر حال اگر اس زرین موقع پر یہاں کے عوام کو بھی آزاد کشمیر اسمبلی میں نمائندگی دی جاتی تو آج صورت حال یہ نہ ہوتی، 28000 مربع میل علاقہ کو چھوڑ کر صرف 4000 مربع میل پر حکومت کر بیٹھے۔ اور حکومت پاکستان سے آزاد علاقہ میں ضم کرنے کے معاملے پر بات تک نہ کی۔ بایں صورت کشمیر کی حیثیت کے تناظر میں ان متنازعہ علاقوں کو جوں کا توں رکھنا بھی حکومت پاکستان کی مجبوری تھی۔ دیر ہی سے سہی، ابھی کچھ سال پہلے آزاد کشمیر ہائی کورٹ نے شمال علاقہ جات کو بھی اپنے ایک فیصلے میں کشمیر کا حصہ قرار دیا ہے۔

یہ فیصلہ اس وقت آیا ہے جبکہ یہاں کے نمائندگان کا ایک حلقہ زمینی حقائق کو نظر انداز کرتے ہوئے کشمیر کا حصہ ماننے کیلئے تیار نہیں۔ اور تاریخ کی یہ شہادت بھی پس پشت ڈال رہے ہیں کہ ہمارے سرزمین 1840 سے تا حال کشمیر ہی کے نقشے پر ہے۔ کشمیر کا سارا علاقہ بیع نامہ امرتسر کے نام سے 75 لاکھ نانک شاہی (اس وقت کی کرنسی) کے بدلے انگریزوں نے ڈوگرہ سردار گلاب سنگھ کے ہاتھ بیچ دیا تھا۔

واضح رہے کہ اس وقت سے لیکر آزادی تک ضلع لداخ کشمیر ہی کا حصہ تھا، اور بلتستان اسی ضلع کی ایک تحصیل تھا۔ بہر حال معاہدہ مذکورہ انسان فروشی کی ایک بدترین مثال تھی۔ علامہ اقبال نے اس بارے میں کیا خوب کہا:

دھقان و کیشت و جوئے خیابان فروختند
قومے فروختند وچہ ارزان فروختند

عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب نے کشمیر کو ڈوگرہ استبداد سے نجات دلانے کیلئے بھرپور محنت کی۔ تاکہ اس سرزمین کو پاکستان میں ضم کریں، اس مقدس مشن میں ہم تاحال پورے طور کامیاب نہیں ہو سکے ہیں، مگر اللہ تعالی کی رحمت سے مسلمانوں کو ناامید ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔ جنگ آزادی کی طرح اب بھی پورے کشمیر کی آزادی تک تن من اور دھن کی بازی لگائی جائے اور قربانی دی جائے تو کشمیر آزاد نہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

آج ہمارے سامنے مٹھی بھر مجاہدین کی جماعت اغراض دنیا سے بے نیاز ہو کر کشمیر میں جہاد فی سبیل اللہ کا ایک سنہرا باب رقم کر رہی ہے، جس سے پورا ہندوستان ہل گیا ہے۔ خود کشمیر کے اندر تمام اعلی دفاعی انتظام وانصرام کے باوجود سرکاری فوج

اپنے مستقبل کے ایام گن رہی ہے۔مگر ہم اپنی پانچ سو سال قبل مسیح یا بعد مسیح کی تاریخی شناخت کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔ ''رگیالم کیسر'' کے دور میں بلتی یول اور بعد کی طوائف الملو کی اور استحصالی واستبدادی ادوار کے واسطے سے اپنی شناخت کھود کر نکالنے کی کوشش میں سرگرداں ہیں۔ جب ہم پیچھے مڑ کر دیکھتے ہیں تو ہمیں علی شیر خان انچن کے دور حکومت کو چھوڑ کر کوئی قابل ذکر حکمران نہیں نظر آتا جس نے قوم کو عملی اور فکری آزادی دلائی ہو۔اگر کسی نے کوشش بھی کی تو اپنی ہی قوم کے راجے یا راجواڑے مارآستین بن کر دوسروں کے آلہ کار بنتے ہوئے اس کی پیٹھ میں چھرا گھونپتے رہے۔اورآخرکار 1840 کا وہ سیاہ دن اور بھیانک منظر ہماری قوم کو دیکھنا نصیب ہوا، جس میں ڈوگرہ جرنیل زورآورسنگھ کے سامنے سکردو کے آخری تاجدار کھرفوچو میں قلعہ بند راجہ احمد شاہ کو اسی کے بھانجے اور داماد راجہ کھرمنگ نے قرآن مجید سر پر رکھ کر، قسم پر قسم کے ذریعے دھوکہ دیکر قلعہ سے جان بخشی کے وعدے پر باہر لے آیا۔اور زورآورسنگھ اور انکے درندوں کے سامنے ڈال کر پابہ زنجیر کرایا۔بے شمار عورتوں، مردوں اور شاہی افراد کو اذیت دے دے کر مرواڈالا۔اس طرح سقوط بلتستان کا المناک حادثہ اپنوں کے ہاتھوں وقوع پذیر ہوا۔اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے آباء واجداد نے ان خونخوار ڈوگروں سے نجات حاصل کرنے اور انہیں ظالمانہ کرتوت کی سزادینے کیلئے بارہا کوششیں کیں۔ یہاں تک جنگ آزادی اور جنگ بندی پر منتج ہوئی اور: اگر پدر نتواند پسر تمام کند، کے مصداق بقایا کام پورا کرنے کی ذمہ داری ہماری موجودہ نسل پر عائد ہوتی ہے۔مگر اے بسا آرزو کہ خاک شد!

کشمیر کا معاملہ اقوام متحدہ کی قرارداد کے مطابق دو طرفہ تھا، اور کشمیریوں کو حق رائے دہی کے ذریعے دونوں ملکوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا تھا۔اب وہ سہ فریقی ہوگیا اور کچھ عرصہ سے کسی نام نہاد ملکہ بلتستانی نے فورتھ آپشن کا نعرہ بلند کر رکھا ہے جبکہ خود مختار کشمیر کا نعرہ JKLF نے عرصے سے جاری کیا ہوا ہے۔اب بعض بااثر ملکوں کی سازش کے مطابق تقسیم کشمیر کا فارمولا پیش کیا جارہا ہے۔ان کی دیکھا دیکھی شمالی علاقہ جات میں متضاد نظریات کی حامل چھوٹی چھوٹی پارٹیاں بلکہ ٹولیاں بن رہی ہیں، اور الگ الگ منشور اور نعرے ترتیب دیے جارہے ہیں۔اسی طرح ڈنر ہضم کرنے کی خاطر مختلف تقریبات منعقد کرکے مسموم قسم کے بیانات داغے جارہے ہیں۔اس طرح کشمیر جیسے اہم قضیے کو چوں چوں کا مربہ بناڈالا ہے اور بنی اسرائیل کی گائے کی طرح مسئلہ کشمیر کو لاینحل بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔جو کام ہمارے دشمنوں کا تھا، وہ کام ہم خود پورا کررہے ہیں۔بایں عقل و دانش بباید گریست۔مزید افسوسناک بات یہ ہے کہ علاقے کے بعض نادان دوست اپنے جائز و ناجائز مطالبات حکومت پاکستان کے بجائے ڈائرکٹ اقوام متحدہ سے کرنے میں بھی عار محسوس نہیں کرتے۔یہ شکایتیں تھیں ناعاقبت

اندیش لیڈری کا خواب دیکھنے والوں کی۔

خود شمالی علاقہ جات کی قانون ساز کونسل کی روئیداد بھی کوئی تسلی بخش نہیں ۔جیسی روح ویسے فرشتے کے مصداق ہمارے منتخب نمائندے علاقے کی پسماندگی اور بے شمار مسائل پر توجہ دینے یا دلانے کے بجائے علاقے کی حیثیت پر بے جا بحث وتمحیص کو کارثواب سمجھتے ہوئے الجھے رہتے ہیں۔یوں نشتن، خوردن و برخاستن کا عملی نمونہ پیش کررہے ہیں۔اسلئے تاحال کوئی مثبت نتیجہ سامنے نہیں آرہا۔

یہاں بعض لوگوں نے شوشہ چھوڑا ہوا ہے کہ علاقے کو اگر آزاد کشمیر میں ضم کیا جائے تو سنی اسٹیٹ بن جائے گا اسی طرح بفرض محال علاقے کو صوبہ کا درجہ دیا جائے تو شیعہ سٹیٹ بنے گا، ہر دو صورت میں ایک دوسرے کیلئے خیر نہیں وغیرہ۔

یہاں تک کہ اسی مذہبی حوالے سے بعض لوگوں نے تقسیم کشمیر کی صورت میں بلتستان کو پاکستان کے بجائے لداخ، کارگل ضلعوں میں ضم کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔جبکہ یہ ساری باتیں واہیات کے زمرے میں آتی ہیں۔بات اصل میں کشمیر کے حوالے سے ہے نہ کہ مذہبی بنیاد پر۔یہ اقلیت واکثریت والی باتیں صرف بعض سیاسی قسم کے لوگ اپنی مطلب کیلئے کرتے ہیں ورنہ غالب سنی اکثریت والے پاکستان میں سنی، شیعہ اقلیت کا کیا بگاڑ سکے ہیں۔اس طرح یہاں بعض علاقوں میں شیعہ حضرات اکثریت میں ہیں، وہ سنی اقلیت کے خلاف کیا کرسکتے ہیں۔یہ بات اب دقیانوسی ہوچکی ہے کہ لوگوں کو اقلیت واکثریت کی بنیاد پر ڈرایا دھمکایا جاتا تھا۔

اب ہمیں خلا سے اتر کر زمینی حقائق کو تسلیم کرنا پڑیگا، تا کہ ہم اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرسکیں۔بعض لوگوں نے یہ گل افشانی شروع کی ہوئی ہے کہ کشمیریوں اور ہمارے درمیان زبان وثقافت کا فرق ہے۔اسلئے ہمیں کشمیر کا حصہ نہیں بننا چاہئے۔

سبحان اللہ! یہ کیسی دلیل ہے؟ طویل عرصے تک ڈوگرہ راج کے زیر اثر رہنے کی وجہ سے شمالی علاقہ جات کے بیشتر علاقوں خاصکر گلگت اور سکردو میں کشمیریوں کے خاندان نہ صرف بسے ہوئے ہیں، بلکہ معاشرہ پر ان کا اثر ورسوخ بھی پایا جاتا ہے۔بہت سارے علاقے کشمیری ناموں سے موسوم ہیں، اس کی نسبت خود شمالی علاقہ جات کے تین ضلعوں پر مشتمل گلگت اور دو ضلعوں پر مشتمل بلتستان جو رقبے کے اعتبار سے گلگت سے بڑا ہے، زبان وثقافت کے اعتبار سے بہت مختلف ہے، کسی بھی چیز میں مماثلت نہیں۔پھر بھی ایک ہی ڈویژن کے باشندے ہیں۔یوں زبان وثقافت کی بنیاد پر علاقے اور صوبے ترتیب دینے والوں کو سو بار سوچنا چاہئے کہ یہ دو متضاد علاقے کیسے ایک صوبے کا روپ دھار سکتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ زبان وثقافت میں کتنا ہی فرق کیوں نہ ہو، انسان جہاں بھی اور جب بھی گھل مل کے رہتے ہیں، اور ایک نظام کے تحت رہنے کے

عادی ہوجاتے ہیں، تو خود بخود مشتر کہ زبان وثقافت وجود میں آجاتی ہے۔ جبکہ ہمارے پاس اردو جیسی عظیم رابطے کی زبان بھی موجود ہے، تو فکر کی کیا بات ہے۔ ویسے بھی ہم مسلمانوں کے پاس زبان وثقافت ثانوی چیزیں ہیں، اصل اسلامی ثقافت کی ترویج ہی ہمارا اصلی مقصد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے قبول اسلام کے بعد اپنے رسم الخط اگیے کو چھوڑ کر فارسی رسم الخط کو اختیار کیا تھا جو اسلام سے محبت کا مظہر تھا۔ اب کچھ عرصے سے احیائے بلتی ثقافت کے شوق میں کچھ ادیب اس قدیم رسم الخط کو زندہ کرنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام مشاکل اور خاص کر علاقے پر پڑنے والے اثرات راتوں رات پیدا نہیں ہو رہے، بلکہ ٹھوس سیاسی واقتصادی پالیسی کے فقدان اور آزاد ہونے کے باوجود طویل عرصے تک کالے قوانین اور دیگر استحصالی و جابرانہ نظام کے زیر تسلط رہنے کی وجہ سے ابھرنے والی احساس محرومی کا ردعمل ہے۔ جس سے منفی سوچ رکھنے والے مفاد پرستوں کو فائدہ اٹھانے کا موقع مل رہا ہے۔ بہر حال حکومت پاکستان کو چاہیئے کہ آزادی کشمیر تک، جو ان شاء اللہ دور نہیں، اس علاقے کو آزاد کشمیر میں ضم کر کے علاقائی بنیاد پر نمائندگی دے، نیز گرمائی اور سرمائی مناسبت کی بنیاد پر سیکرٹریٹ اور اسمبلی عمل میں لائی جائے جیسا کہ مقبوضہ علاقے میں رائج ہے۔ یا حکومت پاکستان جو معاہدہ کراچی کے تحت علاقے کی انتظامی امور کی ذمہ دار اور پابند ہے، آزادی کشمیر تک ٹھوس بنیاد پر اسکی اقتصادی اور سیاسی پالیسی مرتب کرے۔ پھر جب کشمیر آزاد ہوگا، تو پورا کشمیر انشاء اللہ پاکستان کا پانچواں صوبہ ہوگا۔ اس طرح یہ عظیم حقیقت منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوگی کہ "**کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے**"۔

شہادت کیا ہے؟؟

☆ **شہادت** ایک ایسا پرندہ ہے جو صرف میدان جہاد میں اڑتا ہے، اسے پکڑنے کے لئے خون کا جال بچھانا پڑتا ہے۔

☆ **شہادت** ایک ایسا کھیل ہے، جس میں جان کی بازی لگانی پڑتی ہے۔

☆ **شہادت** ایک ایسا پودا ہے، جسے صرف خون سے سیراب کیا جاتا ہے۔

☆ **شہادت** ایک ایسا چراغ ہے، جو صرف لہو سے جلتا ہے۔

☆ **شہادت** ایک ایسا راستہ ہے، جو سیدھا جنت میں جاتا ہے۔